اتحادِ امت کا خواب: اسلامی تعلیمات، سلف کا طرز عمل اور معاصر مسلمانوں سے مطلوب رویہ

(The Dream of Unity of *Ummah:* Islamic teachings, Conduct of the *Salaf* and the attitude required of Contemporary Muslims)

ماجد رشید *
محمد انور فاروق **

Abstract

Candidly, without unity and accord it is not possible to develop a nation. In this rapidly changing world the problems for Muslims are increasing day by day and reason behind such deteriorated situation is sectarianism, prejudices, intolerance and many other materialistic interests. All these evils have been denounced in true Islamic teachings. Allah has directed Muslims to observe tolerance and hold solidarity among them. It also remains the main obligation of the Muslim rulers to assume their job in this regard. This paper is an effort to describe Islamic teachings about unity of Muslims and the behavior Islam demands from the contemporary Muslims.

Key Words: Unity of *Ummah*, Islamic teachings, responsibilities of Present day Muslims

آج مسلم معاشروں کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں فرقہ واریت کا مسئلہ سر فہرست ہے۔اس کے باوصف کہ قرآن و سنت کی رو سے مسلمانوں کا آپس میں اتحاد قائم کرنا اور تفرقے سے بچنا ضروری امر ہے، مسلمان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے

---

* لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز، KFUEIT، رحیم یار خان، پاکستان
** لیکچرار ڈیپارٹمنٹ آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز، KFUEIT ، رحیم یار خان، پاکستان

ہیں۔ اس تشتت و نتشار کے بے شمار مادی و روحانی نقصانات ہیں۔ ان نقصانات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ اسلام اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انتشار و تفرقے سے احتراز کریں اور باہمی اتحاد و اتفاق کو یقینی بنائیں۔ اس مضمون میں یہی سوال پیشِ نظر ہے کہ امت مسلمہ میں انتشار و افتراق کے اسباب کیا ہیں؟ اتحاد کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟ اس بنیادیں کیا ہیں ؟ اور اس مقصد کے لیے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے؟

اتحاد کے فقدان کی وجوہات

اتحاد کے فقدان کی ایک وجہ مسلمانوں کا آپس میں جدا جدا نظریاتی اختلاف ہے جس کی وجہ سے مختلف جماعتیں بن رہی ہیں جو خود کو حق پر اور دوسروں کو باطل سمجھتی ہیں۔ مسلمانوں میں بڑائی کا احساس اور فخر و غرور اتحاد کے پیدا ہونے سے مانع اور رکاوٹ ہے نیز مسلمان عصبیت کے جال میں اس قدر جکڑ چکے ہیں جس سے نکلنا گراں ہو چکا ہے۔ اتحاد کے فقدان کی ایک وجہ دین اور دینی احکام سے دوری اور بے رغبتی ہے۔ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں اور یہ آپس کے تنازعات اتحاد کو ناپید کر رہے ہیں۔ آج مسلمان اپنے عیبوں کو نہیں دیکھتے بلکہ دوسروں کے عیبوں کی تلاش اور افشا کے در پے ہیں جو اتحاد کے وجود کے منافی ہے۔ دوسروں کی بات سننے کے جذبہ کا فقدان اور عدم برداشت بھی اتحاد کے ناپید ہونے کا ایک سبب ہے۔

اتحادِ امت کا درست مطلب

اتحاد کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مختلف مذاہب اپنے آداب و مناسک سے دستبردار ہو جائیں اور اپنی فقہ کے مطابق عمل نہ کریں بلکہ اگر ہم مختلف مذاہب کو اس طرح دیکھیں کہ ان کا مقصد ایک ہے اور وہ اس مقصد تک پہنچنے کے لئے مختلف راہوں پر چل رہے ہیں اور سب کی منزل مقصود قرآن، حق کے سامنے سر تسلیم خم رہنا اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی پیروی کرنا ہے تو اس وقت ہم کہہ سکتے ہیں کہ اتحاد عمل میں آسکتا ہے۔ ابن فارس کہتے ہیں: وحد میں واو اور حا اور دال حرف اصلی ہیں واحد کی اصل انفراد کو بیان کرتی ہے اور اسی سے وحدت ہے اور وہ ایک قبیلے میں ہوتا ہے جس کی مثل موجود نہ ہو۔[1] کہا گیا ہے کہ واحد وہ ہے جو تقسیم نہ ہو اور نہ تثنیہ ہو اور نہ اجزا میں بٹے اور اس کی نظیر نہ ہو اور نہ اس جیسا کوئی ہو اور یہ دونوں وصف صرف اللہ ہی کی ذات میں ہی جمع ہو سکتے ہیں۔[2] واحد حقیقت میں وہ شئی ہے جس کا حقیقت میں کوئی حصہ دار نہ ہو پھر اس کا اطلاق ہر موجود چیز پر ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ عدد سے ہو، اور صحیح ہو کہ اس کو اس کے ساتھ موصوف کیا جائے اور کہا جائے دس ایک اور سو ایک اور ہزار ایک۔[3] وحدت ملکوں اور شہروں کا اور افراد اور جماعتوں کا ایک ہونا ان کی زندگی اور ان کے معاش اور ان کی سیرت اور ان کے مقصود کے تمام امور کے لئے۔ اسی وحدت کی وجہ سے تمام چیزیں

---

[1] ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریاء القزوینی الرازی، معجم مقاییس اللغۃ، تحقیق۔ عبد السلام محمد ہارون (دار الفکر: 1399ھ۔)، 6 : 90۔

[2] جمال الدین ابن منظور الانصاری الرویفعی الافریقی، لسان العرب (دار صادر: بیروت، طبع ثالث، 1414ھ)، 3: 446۔

[3] ابو القاسم الحسین بن محمد الراغب الاصفہانی، تفسیر الراغب الاصفہانی (دمشق: دار القلم، 1420ھ)، 2 : 494۔

ایک شئ ہو جاتی ہیں اور امت واحدہ کو شہروں کا اتحاد کہا جاتا ہے اور شہروں کا اتحاد یعنی ایک شہر ہو جانا اور بہت ساری اشیاء ایک شئ ہو جائیں اور اور کہا جاتا ہے متعدد ایک ہو گیا۔[4] امت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے ابن فارس نے کہا: ہمزہ اور میم واحد کی اصل ہے اور اس کے معانی میں سے جماعت اور دین ہے:[5] **بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔** [6]"نہیں، بلکہ انھوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے۔ اور ہم انہیں کے نقشِ قدم کے مطابق ٹھیک راستے پر جارہے ہیں۔" اور اسی طرح ہر وہ جو ایک دین حق پر ہو اور تمام ادیان کے مخالف ہو وہ امت ہے اور ہر قوم جو کسی شے کی طرف نسبت کریں اور پھر اس کی طرف مل جائیں وہ امت ہے اور تمام لوگوں میں سے ہر حصہ الگ امت ہے۔ امت کی اصل وہ جماعت ہے جو ایک مقصد پر ہو پس شریعت نے لوگوں کو ایک امت بنایا ایک مقصد پر اس کے اجتماع کے لئے[7] اور امت وہ لوگ ہیں جو ایک دین پر مجتمع ہو یا ایک شہر میں ہو۔[8]

اتحادِ امت کی بنیادیں

مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کی بنیادیں قرآن و سنت اور سلف کا طرز عمل ہے۔ مسلمانوں کی چاہیے کہ وہ کی طرف رجوع کر کے اپنے فروعی اختلافات کی حقیقت کو سمجھیں اور تفرقے سے نجات حاصل کریں۔ ذیل کی سطور میں ہم قرآن و سنت اور سلف کے طرز عمل سے اتحادِ امت کی بنیادوں پر بحث کریں گے۔

اتحاد امت قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالی اپنی عظیم کتاب میں فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ. وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلا تَفَرَّقُوا** [9]"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت ایمان کی حالت میں آئے، اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی میں نہ پڑو۔" ابن جریر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے قول{**وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا**}میں مراد"

---

[4] اِحمد عمر ہاشم، وحدۃ الأمۃ الإسلامیۃ فی السنۃ النبویۃ (مکۃ المکرمۃ: 2006م)، 7۔

[5] ابن منظور، لسان العرب، 12 : 202۔

[6] الزخرف، 43: 22۔

[7] جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی، زاد المسیر فی علم التفسیر، تحقیق۔ عبد الرزاق المہدی (بیروت: دار الکتاب العربی، 1422ھ)، 1 : 2229۔

[8] ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب ابن قیم الجوزیۃ، مفتاح دار السعادۃ، تحقیق عبد الرحمٰن بن حسن بن قائد (مکۃ المکرمۃ: دار عالم الفوائد، 1432ھ)، 1 : 174۔

[9] آل عمران، 3 : 102،103۔

جماعت" ہے ۔"عن عبد الله بن مسعود أنه قال في قوله:"واعتصموا بحبل الله جميعا"، قال: الجماعة[10] اور ابن جریرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا:يريد بذلك تعالى ذكره: وتمسكوا بدين الله الذي أمركم به، وعهده الذي عهده إليكم في كتابه إليكم من الألفة والاجتماع على كلمة الحق والتسليم لأمر الله[11] "اس کے ذکر سے اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں اور لازم پکڑو اللہ کے اس دین کو جس کا تم کو اس نے حکم دیا، اس کا اس نے تم سے عہد کیا اپنی کتاب میں، الفت اور اجتماع میں سے حق اور اللہ کے حکم کو مان لینے پر۔" اور ابن کثیرؒ نے بیان کیا ہے کہ " ولا تفرقوا" میں اس بات کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اس جماعت کو لازم پکڑنے کا اور روکا ان کو فرقہ واریت سے، فرقہ واریت سے روکنے اور اجتماع اور آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے کا حکم دینے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا: وَقَدْ ضُمِنَتْ لَهُمُ الْعِصْمَةُ عِنْدَ اتِّفَاقِهِمْ مِنَ الْخَطَأِ، كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثُ الْمُتَعَدِّدَةُ أَيْضًا، وَخِيفَ عَلَيْهِمُ الِافْتِرَاقُ وَالِاخْتِلَافُ، وَقَدْ وَقَعَ ذَلِكَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ فَافْتَرَقُوا عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، مِنْهَا فِرْقَةٌ نَاجِيَةٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَمُسَلَّمَةٌ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَهُمُ الَّذِينَ عَلَى مَا كَانَ عليه النبي صلّى الله عليه وسلّم وأصحابه۔[12] " میں ان کو عصمت کی حفاظت دیتا ہوں خطا سے ان کے متفق رہنے تک، جس طرح بہت ساری احادیث میں وارد ہوا ہے اور ڈرایا گیا ہے افتراق اور اختلاف سے جو واقع ہوا اس امت میں پس تقسیم ہوئے تہتر فرقوں میں اور ان میں بچنے والا صرف ایک ہے جو جنت میں جائے گا اور جہنم کی آگ سے بچے گا، اور وہ لوگ وہ ہیں جو اس طریقے پر ہوں جس پر رسول ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے اصحابؓ ہیں۔" اور اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبیؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے:عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ" وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَلا تَفَرَّقُوا" قَالَ: الجماعة اور آگے فرماتے ہیں: اللَّهَ تَعَالَى يَأْمُرُ بِالْأُلْفَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْفُرْقَةِ فَإِنَّ الْفُرْقَةَ هَلَكَةٌ وَالْجَمَاعَةَ نَجَاةٌ " [13] "اس لئے کہ اللہ تعالیٰ الفت کا حکم دیتا ہے اور فرقہ بندی سے روکتا ہے اس لئے کہ فرقہ بندی ہلاکت کا ذریعہ ہے اور جماعت نجات کا ذریعہ ہے ۔وقال ابن عباس لسماك الحنفي: يا حنفي! الجماعة الجماعة!. وأمر

[10] ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الاملی الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن (دار ھجر لطباعۃ والنشر: 1422ھ)، 7 : 71۔

[11] الطبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، 7 : 70۔

[12] ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، تحقیق- محمد حسین شمس الدین (بیروت: دار الکتب العلمیۃ: بیروت، 1419ھ)، 2 : 77۔

[13] ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری اللخزرجی شمس الدین القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، تحقیق- احمد البردونی و ابراہیم اطفیش (القاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1384ھ)، 4 : 159۔

بالاجتماع ونهى عن الافتراق الذي حصل لأهل الكتابين . [14] " اور کہا ابن عباس نے سماک حنفی کو، اے حنفی! جماعت کو لازم پکڑ، جماعت کو لازم پکڑ، بے شک پہلی امتیں فرقہ واریت کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ "

الفت ایمانی اور وحدت اسلامی کی اہمیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ہر اس امر سے روک دیا جو اس وحدت اور الفت میں خلل انداز ہو سکے۔ یہاں تک کہ آپس میں جھگڑا کرنے کو بزدلی اور دشمن پر رعب کے ختم ہو جانے کا سبب قرار دیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " وَلاَ تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ "[15] اور تم آپس میں جھگڑا نہ کرو پس تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ "یعنی اگر تم آپس میں جھگڑا کرو اور اختلاف اور جماعت بندی میں مصروف ہو جاؤ تو تم کمزور ہو جاؤ گے اور دشمن تم پر غالب ہو جائیں گے تمہاری قوت اور رعب جاتا رہے گا اور تم اقبال سے محروم ہو جاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپس میں جھگڑنے سے تاکیدی طور پر منع کیا جو فرقہ واریت، اختلاف کا سبب بنے اور وہ پسند، نفسیاتی اور خود غرضی پر منحصر ہو، اسلام نے اتحاد کے ثمرات اور اس کی جامعیت پر جو روشنی ڈالی ہے اس نے لوگوں کے دلوں کو روشن کر دیا اور اسلام کی ابتداء ہی سے چشم فلک نے دیکھا کہ مدینہ منورہ میں انصار و مہاجرین کے درمیان یہ پیغام کس طرح بلندیوں پر پہنچ گیا۔

معاشرے میں اتحاد قائم کرنے کے لئے انبیاے کرام علیہم السلام کا کردار مثالی ہے، بالخصوص حضرت محمد ﷺ کا کردار سب سے نمایاں ہے، مدنی زندگی میں ہر طرف اتحاد و بھائی چارے کی فضا نظر آنے لگی جس کے نتیجے میں مختلف جنگوں میں فتوحات سے ہمکنار ہونے کے علاوہ اسلام کونے کونے میں پہنچ گیا۔ اسلام معاشرتی اور اجتماعی مسائل کو بہت ترجیح دیتا ہے نیز اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا۔ اسلام آپس میں مل جل کر مربوط رہنے کی تعلیم دیتا ہے جب اسلام آپس میں مل جل کر رہنے اور اتحاد کی تعلیم دے رہا ہے تو وہ کیوں کر اختلاف و تفرقہ اور آپس میں نفرتوں کی اجازت دے گا۔

اتحادِ امت سنتِ رسول ﷺ کی روشنی میں

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے وہ حضور ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **الجماعةُ رحمةٌ والفرقةُ عذابٌ** "[16] جماعت رحمت ہے اور فرقہ واریت اور جماعت بندی عذاب ہے۔ "آپ ﷺ نے فرقہ واریت اور جماعت بندی اور آپس کے جھگڑے سے اتنا زیادہ ڈرایا ہے اس سے زیادہ کسی اور چیز سے نہیں ڈرایا ہے، اس طور پر کہ اس کو کفر تک پہنچانے والی چیزوں میں سے شمار کیا ہے اس لیے کہ فرقت کو اختیار کرنے والے کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کا بھی انکار کر دیتا ہے اور اس کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے، ہمیشہ کے لئے اللہ کی مغفرت اور رضا سے محروم

---

[14] القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، 4 : 164۔

[15] الأنفال، 8 :46۔

[16] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی، مسند الإمام أحمد بن حنبل، تحقیق- احمد محمد شاکر (القاہرہ: دار الحدیث ، 1416 ھ/ 1995 م)، 4 : 278۔

ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ اس روایت میں جو حضرت ابو ذر غفاریؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: **من فَارَقَ الجماعةَ شبرًا، خَلَعَ رَبقَةَ الإسلام من عنقه.**[17] "جس نے جماعت کو ایک بالشت بھی چھوڑا اس نے اسلام کا پٹا اپنے گلے سے اتار دیا۔ "ایک روایت میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: **مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔**[18] "جس شخص نے اطاعت کو چھوڑ دیا اور جماعت سے الگ ہوا وہ مرا تو جاہلیت کی طرز پر مرا۔ "نیز حضور ﷺ ہمیشہ اپنی امت کو عظمت اور شان والی چیز کا حکم دیتے تھے پھر اپنی سیرت اور کردار سے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرتے تھے اور مسلمانوں کو بھی اس بات کی ترغیب دی ہے: **فقال الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ.بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ۔**[19] آپ نے فرمایا، کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے.. آدمی کے شر کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

یہ اسلام کی حکمت و دانائی ہے کہ اس نے تمام ایمان والوں کو اس طور پر تعلیمات دی کہ وہ تمام قوانین اور احکام کو یکجا کر کے ان کو متحد کرتے ہیں اور تفریق نہیں ڈالتے۔ اسلام خو دیونین، یکجہتی کے لیے ایک دعوت ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ پر ، قیامت کے دن، فرشتوں ، کتابوں، پیغمبروں پر ایمان اور جنت ، جہنم ، تقدیر اور میزان کے قیام اور جزا اور سزا پر ایمان رکھتے ہیں، نیز اس مرکزی خیال کی بنیاد پر مسلمانوں کو متحد کرنا اور عبادات اسلامیہ ارکان اربعہ میں سے اور اس کے علاوہ اور سارے کہ سارے احکام میں مسلمانوں کے جذبات، احساسات، خواب اور خیالات کو متحد کرنا ہے اور ان کو ایک اعلیٰ مقصد پر جمع کر دے اور وہ مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور جس چیز کا حکم دیا گیا، اس پر عمل کرنا اور جس چیز سے منع کیا ہے، اس سے رک جانا اور تمام اوامر اور نواہی ہیں اور خیر کے وہ کام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مکلف بنایا نیز ان کے دل اور سوچ کو متحد کر کے ایک جہت کی طرف متوجہ کرنا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبر داری کی جہت ہے اور قول، عمل، برتاؤ اور رویے میں ہر طرح کی برائی سے اجتناب کرے۔ یہی مثال سارے مسلمانوں کی ہے کہ اگر ایک مسلمان جب کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو سارے مسلمان تکلیف دہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: **مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ،**

---

[17] الشیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل، 5 : 180۔

[18] ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تحقیق۔ محمد فؤاد عبد الباقی (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س ن)، 3 : 1476۔

[19] مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، 4 : 1986۔

وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ۔[20]"جس چیز سے میں نے تمہیں روکا ہے تم اس سے رک جاؤ اور جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے وہ جتنا ہو سکے تم کرو، بے شک تم سے پہلے والے لوگ زیادہ سوالات اور اپنے نبیوں سے اختلافات کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ "حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: **" هجَّرت إلى رسول الله ﷺ يوماً فسمع أصوات رجلين اختلفا في آية فخرج علينا رسول الله ﷺ يعرف في وجهه الغضب فقال: إنما هلك من قبلكم باختلافهم في الكتاب۔**[21]" میں نے حضور ﷺ کی طرف ایک دن ہجرت کی تو میں نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو ایک آیت میں اختلاف کر رہے تھے تو حضور ﷺ وہاں سے باہر چلے گئے اور آپ کے چہرے میں غصے کے آثار دیکھے جا سکتے تھے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگ بھی کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ "ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا: **ألا أخبِرُكُم بأفضَلَ من درجةِ الصِّيامِ والصَّلاةِ والصَّدَقَة؟ " قالوا: بَلَى يا رسولَ الله ۔ﷺ ۔ قال: "إصلاحُ ذاتِ البَينِ، وفسادُ ذات البين الحالِقَة۔**[22]" کیا میں تمہیں روزے دار، نماز پڑھنے والے اور صدقہ خیرات کرنے والے سے افضل مقام والے کے بارے میں نہ بتاؤں، صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں، فرمایا کہ آپس میں صلح کرانا ہے پس بے شک آپس کا فساد ہلاک کرنے والا ہے۔ "آپ ﷺ نے فرمایا: **عليكم بالجماعة واياكم والفرقة۔**[23] وحدت اسلامیہ وہ چشمہ خیر ہے جس کا حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے واجب ہے۔

اسی اتحاد کی تعلیم حضرت محمد ﷺ نے جابجا امت مسلمہ کو احادیث طیبہ کے ذریعہ بھی دی۔ آپ ﷺ نے امت کو جہاں وحدت کا درس دیا وہاں حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کی اکثریت کے ساتھ جڑے رہیں۔ اسلام وحدت کا داعی ہے اس لئے کہ اسلام کی طبیعت اور اس کا رکن جس پر عام دعوت دینیہ قائم ہے جو تمام لوگوں کی طرف متوجہ ہے جس کو مسلمانوں نے اپنے عہد میں قبول کیا اور ان کو قوت، عزت اور غلبہ حاصل ہوا، اور دعوت دینیہ غالب ہوئی اور پوری دنیا میں پھیل گئی اور بدلہ لیا اس سے جس نے اس کا معارضہ کیا جو وحدت کی خلاف ورزی کرے۔ نیز وحدت کی تقویت اور مربوط احکام کے ذریعہ اس کی مدد کی گئی اور اس نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا جس کے ذریعہ فراق اور طبقات کی بیخکنی ہوئی۔ اور تمام لوگوں کو برابر کے حقوق اور مراتب حاصل ہوئے۔[24]

---

[20] مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، 4 : 1830۔

[21] مسلم بن الحجاج، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل إلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، 4 : 2053۔

[22] ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الازدی، سنن ابی داود، تحقیق- محمد محیی الدین عبد الحمید (بیروت :المکتبۃ العصریۃ، س ن)، 7 : 280۔

[23] ابو عیسی محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک الترمذی، سنن الترمذی، تحقیق-احمد محمد شاکر (مصر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی ،1395ھ)، 4 : 326۔

[24] الشیخ علی الخفیف، وحدۃ المسلمین (مجلۃ الازھر: 1970ء)، 32۔

اتحاد و اتفاق کے سلسلے میں اسلام نے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں اکٹھا کیا، بلکہ تمام اولاد آدم علیہ السلام کو اس بات کی تلقین کی ہے کہ وہ اس سائبان کی چھاؤں میں آکر تمام گروہی، خاندانی اور قبائلی امتیازات کا خاتمہ کریں اور وحشت و بربریت کی وباء سے اتحاد و اتفاق کو نقصان نہ پہنچائیں۔ موجودہ زمانے میں ہر شخص اسلام کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ لگا سکتا ہے اور اس کو بیان کرنے کے لئے مختلف سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں، جن میں حکومت اور مختلف خیر خوانِ قوم اور محققین مختلف مقالات لکھتے اور پڑھتے ہیں لیکن اس مقصدِ عظیم کو حاصل کرنے کے لئے شریعت محمدیہ ﷺ کو من وعن تابعداری لازم وملزوم ہے ورنہ اس حصول ناممکن ہوگا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ الْإِسْلَامَ ثَلَاثُ أَثَافِي: الْإِيمَانُ وَالصَّلَاةُ وَالْجَمَاعَةُ۔**[25] "اسلام کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔ ایمان، نماز اور جماعت پر، اس سے اتحاد اور جماعت کی اہمیت واضح ہورہی ہے۔"

مومن تمام مومنوں سے محبت رکھتا ہے اور ہر مومن پر لازم ہے چاہے وہ مشرق سے تعلق رکھتا ہو یا مغرب سے، مومن شکلوں کو نہیں دیکھتا بلکہ اپنے اعمال کو دیکھتا ہے اور ایک باہمی معاونت پر عمل کرتا ہے، جس چیز میں آپس میں اختلاف رائے ہو جائے اس میں ایک دوسرے کو معذور سمجھتے ہیں، بعض معاملات میں صحابہ کی مختلف آراء ہوتیں تھیں لیکن ہر کسی کو رائے کی آزادی ہوتی تھی کسی دوسرے پر طعن و تشنیع نہ کی جاتی تھی۔ ہر ایک دوسرے کو اپنے عمل میں معذور مانتا تھا۔ پہلے جب بگاڑ آتا تو ان کی اصلاح کے لئے ایک پیغمبر کے بعد دوسرے پیغمبر تشریف لائے اور سوسائٹی میں موجود بگاڑ کی اصلاح کردیتے مگر جب آپ ﷺ کو دنیا میں مبعوث کیا گیا تو نبوت ورسالت کا سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اسلاف کا طرزِ عمل

اختلافی مسائل میں صحابہ، تابعین اور بعد کے اسلاف کے درمیان تعصب نہیں تھا، وہ دونوں رائے کو درست خیال کرتے تھے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: "(اختلافی مسائل میں) حضرات سلف کے نزدیک جواز میں دراصل کوئی اختلاف نہیں تھا، صرف کسی ایک کے افضل ہونے میں اختلاف تھا، اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے قراءت قرآن کی بابت قراء کا اختلاف ہے، سلف نے اس پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ صحابہ نے مسائل میں اختلاف کیا ہے، اس کے باوجود وہ ہدایت پر قائم ہیں۔ "[26]

صحابہ کرام اجتہادی مسائل میں ایک دوسرے پر طعن و تشنیع اور اعتراض نہیں کرتے تھے، اس لئے آج امت کو اختلافی مسائل میں فراخ دلی کا مظاہرہ کرنا چاہیے، مذاہب اربعہ میں سے جو جس مسلک پر عمل کر رہا ہے، دوسرے کو اس پر طعن و تشنیع اور اعتراض نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس کو برا بھلا کہنا گویا صحابہ کے طرز انداز کو برا بھلا کہنا ہے۔ دوسرے مسلک والوں سے نفرت کرنا اور انتشار پھیلانا کوئی مستحسن کام نہیں ہے بلکہ سنت کے نام پر بدعت کے ہم معنی ہے۔ شیخ الاسلام

---

[25] ابو بکر بن ابی شیبۃ، الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار (الریاض: مکتبۃ الرشد، 1409ھ)، 6 : 170۔

[26] شاہ ولی اللہ محدث الدھلوی، الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف، تحقیق۔ عبد الفتاح ابو غدۃ (بیروت: دار النفائس، 1404ھ)، 108۔

حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: " اجتہادی مسائل میں کسی عالم کے قول پر عمل کرنے والے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح جو دو قول میں سے ایک پر عمل کرے تو اس پر طعن نہیں کی جائے گا، اگر کسی مسئلہ میں دو قول ہوں اور ایک شخص کسی ایک قول کو راجح قرار دینے کی صلاحیت رکھتا ہو تو وہ راجح قول پر عمل کرے ورنہ کسی عالم کی تقلید کرے، جس کے بارے میں یہ اعتماد ہو کہ وہ راجح قول کا ذکر کرتا ہے۔ "[27] پانچوں نمازوں میں جب مسلمان ایک ہی صف آراء ہو کر اور ایک ہی کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں، رمضان کے مہینے کے روزے میں، اللہ تعالیٰ کے گھر میں حج ادا کرنے میں اور اس کے علاوہ اور بہت ساری عبادات میں وحدت کا منظر دیکھا جا سکتا ہے۔[28] آج دنیا کے تمام غور و خوض کرنے والوں کو متحد ہو کر اسلام کی خوبیوں اور کمالات سے اپنے دل کو منور کرنا چاہیے۔ اور اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کے لئے کون سا نسخہ کیمیا ہے جس نے مدینہ منورہ میں موجود قبائل اوس اور خزرج کو آپس کو شیر شکر کر دیا اور ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے بن گئے۔

معاصر مسلمانوں سے مطلوب رویہ

کسی بھی قوم میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لئے کسی بھی قوم کے متحد عقائد اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، بالخصوص جب وہ عقیدہ ایک فطری امر، خدا کی وحدانیت پر استوار ہو اور پوری قوم اپنی زندگی کے تمام مراحل کو اس کی بنیاد پر گزار رہے ہو۔ قرآن کریم بھی اسی توحید کی بنیاد پر تمام ایمان والوں کو اتحاد و یکجہتی کی طرف بلاتا ہے اور اس عقیدہ توحید کا دائرہ اس کی تمام قسموں کو محیط ہوتا ہے یعنی توحید ذاتی ہو یا توحید صفاتی ہو یا عملی وغیرہ ہر زاویے سے خدائے واحد کی عبادت کی جانب دعوت دیتا ہے جو حقیقت میں تمام معبودانِ باطلہ کے رد اور اسلامی اتحاد کی راہ میں رکاوٹوں اور مشکلات سے مقابلہ کرنے کے برابر ہے۔ ان مشکلات اور رکاوٹوں کو دور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور عبادت میں حائل رکاوٹیں زائل ہو جاتیں ہیں۔ ایمان کی وجوہات میں سے جب تک کسی کے اندر کوئی سبب موجود ہو تو اسے اس وقت تک کافر نہ کہا جائے، نیز یہی تکفیر اور تکفیری رجحان اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی میں کسی کی تکفیر نہیں کی گئی بلکہ آپ ﷺ کے جوں جوں زمانہ گزرتا رہا تو یہ اختلافات بڑھتے گئے جہاں تک آج کے زمانے میں تکفیر تک بات پہنچ چکی ہے۔ آج کے زمانے میں تمام مسلمانوں کو دشمنوں کی طرف سے سیاسی میدان، اقتصادی میدان اور ثقافتی میدان میں شدید خطرات لاحق ہیں۔ دشمن مسلمانوں میں بالخصوص نوجوان نسل میں شکوک و شبہات کو جنم دینے کے لئے ثقافتی یلغار کو استعمال کر رہا ہے۔ اسلامی عقائد، فکر اور نظریے کو پوری اسلامی دنیا میں چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ مسائل جغرافیائی حدود سے بھی آگے نکل چکے ہیں اور ان کے ذریعے امتِ مسلمہ کی ایمان داری اور ان پر نفاذ کی صورتوں کو معدوم کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ ان نازک حالات میں علماء کرام، مفکرین اور سمجھ وبوجھ رکھنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی تہذیب و

---

[27] اسرار الحق سبیلی، اختلافات ائمہ کی شرعی حیثیت، تفصیلی مقالات (نئی دہلی: ایفا پبلکیشنز، س ن)، 382۔

[28] ابو زہرہ، الوحدۃ الاسلامیہ، 228۔

تمدن کی خصوصیات کو محفوظ کرنے کے لیے، اسلام دشمن لوگوں کے مقاصد سے عوام الناس کو آگاہ کریں اور ان تمام دشمنوں کو منہ توڑ جواب دینے کے لئے آپس میں متحدہ محاذ تشکیل دیں۔ ایک اور طریقہ جس کا نتیجہ اتحاد کی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تمام مسالک اور گروہوں کو آپس میں پائی جانے والوں چیزیں میں سے مشترک چیزیں پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے اس لئے کہ ان کے درمیان امور مشترکہ کثیر ہیں اور امور اختلافیہ قلیل ہیں۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ ہم ان قلیل امور کو ہی لیتے ہیں اور آپس میں اختلاف کے خلا کو بڑھاتے جارہے ہیں۔ توحید، رسالت، آخرت، ایمان، نماز، روزۃ، حج، زکٰوۃ، جہاد، قرآن، قبلہ وغیرہ بہت سی چیزیں ہمارے درمیان مشترک ہیں جو ہمیں اتحاد کی طرف متعدی کرتیں ہیں لیکن ہماری توجہات ان امور سے کوسوں دور ہیں۔ پوری دنیا کے کثیر رقبے پر مسلمانوں کے ملک اور خطے ہیں جو اسلام کی رو سے ایک جسم واحد کی طرح ہیں اور جسم واحد کے اگر کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو صرف وہی حصہ ہی درد مند نہیں ہوتا بلکہ پورا جسم ہی درد مند ہو جاتا ہے، لہذا امت مسلمہ کے روشن مستقبل کے لئے تمام ایمان والوں کو آپس میں مل کر کوشش کرنی ہے نیز اسلام کی رو سے بھی ہر مسلمان بھی دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور ایک مسلمان کا دکھ درد ، دوسرے مسلمان کا دکھ درد ہوتا ہے۔ لہذا ہمیں دوسرے مسلمان بھائی کے دکھ درد سے آگاہ ہونا چاہیے تاکہ مشکل گھڑیوں میں اس کی مدد کی جاسکے اور اس کے دکھ درد کو کم کیا جاسکے، جس سے ایک پر امن اور خیر خواہی پر مبنی معاشرہ وجود میں آئے گا جو کہ شریعت اور اسلام کا مطلوب اور مقصود بھی ہے۔ جیسا کہ دینی شعائر مقدم و محترم ہیں اسی طرح قومی و ملی شعائر کو بھی محترم سمجھا جائے' ہم کتابوں میں پڑھتے ہیں جلسوں اور خطابات میں بارہا سنتے ہیں کہ جھنڈا (پرچم) جو نبی ﷺ نے ایک صحابی کو تھمایا جس کا دائیاں ہاتھ کٹ گیا تو بائیں ہاتھ سے تھام لیا اور جب بایاں کٹ گیا تو دانتوں سے تھام لیا جب تک جان رہی پرچم کی بے حرمتی یا اس کو نیچے نہیں گرنے دیا کیونکہ وہ نبی ﷺ کا عطا کردہ پرچم تھا۔ جو قومی پرچم تھا صحابہ کرامؓ نے اس کا احترام کرکے ثابت کردیا کہ اس کی اہمیت ایسی ہے کہ جسکے تلے سب اکٹھے ہوسکتے ہیں۔ امت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے علماء کے ساتھ ساتھ سیاسی سطح پر بھی اتحاد کی بات کی جائے' امت میں اتفاق کے لے سیاستدان اپنا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ انتہاپسندی اور دہشت گردی ایک عمومی مسئلہ ہے۔ اس کو خاص رنگ دینے کی بجائے ملک وملت کے خلاف سازش سمجھ کر اس کے خلاف پلاننگ کی جائے کیونکہ اس کو مخصوص فرقہ کے خلاف رنگ دینے سے دشمن کا کھیل آگے بڑھانے کے مترادف ہے کیونکہ دشمن ملک میں مساجد، مدارس اور دوسرے مقدس مقامات پر دہشت گردی کرکے مختلف فرقوں کو آپس میں لڑانا چاہتا ہے۔ اس کے کھیل کو سمجھا جائے اور اس کی منصوبہ بندی کا حصہ بننے سے گریز کیا جائے۔ مذہبی و دینی اختلافات کے ساتھ ساتھ سیاسی اختلافات بھی پیدا ہوتے ہیں ان کو اتنی ہوا نہیں دی جاتی، اختلاف اگر ہو بھی تو اس کو جنگ وجدل کی شکل نہ دی جائے۔

اہلِ اقتدار و حکومت کا کردار

عامۃ المسلمین کے درمیان یکجہتی اور بھائی چارے کی فضا قائم کرنے کے لیے اسلامی حکومتوں کو بھی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا چاہیے۔ مسلمان ممالک کی حکومتوں کو اپنے نشر اشاعت، دعوت و تبلیغ کے ذرائع پر بھی گہری نظر رکھنی چاہیے تاکہ ان سے ایسی بات صادر یا تحریر میں نہ آجائے جس کے نتیجے میں آپس میں کسی کی دل آزادی ہو اور یہ بات منافرت اور تحقیر کی طرف نہ لے جائے۔۔ آزادی رائے کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ جو بات معلوم ہو اسے بغیر کسی تحقیق کے آگے پھیلایا اور بیان کیا جائے حالانکہ حدیث مبارکہ ہمارے لئے یہ بات عیاں کرچکی ہے کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے وہ جس بات کو سنے اس کو آگے بغیر تحقیق کے پھیلادے یا اس پر عمل کرے۔ اسی لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ میڈیا کے اس دور میں اس ذریعہ کو کنٹرول کرے تاکہ وہ شرعی حدود کے خلاف استعمال نہ ہو اور نزاع کا ذریعہ نہ بنے۔ اسلامی حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں بدامنی پھیلانے والے گروہوں کی گوشمالی کرے اور انہیں قابو میں رکھے، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ صورت حال اس درجہ تک نہ پہنچ جائے اور اسے کنٹرول کرنا مشکل ہو جائے اور معاشرے کو ان اختلافات کی دلدل سے نکالنا ناممکن ہو جائے۔ اگر حکومت اس گروہ پر کنٹرول کرنے میں کامیابی حاصل کرلے تو اس سے بہت سے مسائل کا حل ہونا آسان ہو جائے گا اور ایک پرامن معاشرہ وجود میں آئے گا کیونکہ ہر کوئی معاشرے میں ایسے لوگ یقیناً ہوتے ہیں جو عقائد سے متعلقہ مسائل میں بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں، ان کا یہ افراط ان کو عقل اور بصیرت کے امور سے عاری کر دیتا ہے اور اسی وجہ سے معاشرے میں ہونے والے نقصانات اور اختلافات تک کا ان حساس تک نہیں ہوتا۔ حکومت کی کاموں میں سے ایک اہم کام یہ ہے کہ حکومت تعلیم کے نصاب پر نظر ثانی کرے اور اس میں موجود خامیوں کا ازالہ کرے۔ ہمارے تعلیمی نصاب کو بڑی توجہ اور دھیان سے مستقبل کے خطرات کو پیشِ نظر رکھ کر ترتیب دینا چاہیے تاکہ آنے والے زمانے میں نئی نسل کی ذہنی صلاحیتیں پروان چڑھیں اور ان میں اعتدال اور میانہ روی پر مبنی اخوت و بھائی چارے کے جذبات پروان چڑھیں۔ دشمن طاقتیں غیر مرئی طریقے سے ہمارے نظام تعلیم کو تباہ و برباد کررہی ہیں جس کو حکومت نے محسوس کر کے اس کا تدارک بھی کرنا ہے۔ اس سازش کو کامیاب کرنے اور پروان چڑھانے کی وجوہات میں سے ایک وجہ استاد اور شاگرد کے درمیان ادب واحترام اور خیر خواہی کے جذبے کا فقدان بھی ہے جو مستقبل میں زیادہ خطرناک وجہ بنتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔

علما کا کردار

جید علماے عظام اور مساجد کے ائمہ کرام جن کے ذمہ عوام کی دینی رہنمائی کرنا ہے اور جن کو عوام عزت واحترام اور قابل اعتبار ہونے کی نظر سے دیکھتی ہے اور مختلف مسائل میں ان کی طرف رجوع بھی کرتی ہے لہذا ان کے ذمے یہ کام ہے کہ وہ مختلف اوقات کے مختلف خطبات اور دروس میں عوام کی مثبت اور معتدل انداز میں رہنمائی کریں اور عوام میں موجود منافرت پر مبنی جذبات کی حوصلہ شکنی کریں، عوام کے کردار کی اصلاح کریں نیز عوام کو اختلافی امور میں پریشان اور ناامید کرنے کی بجائے ان کو اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل بنائیں۔ اس لئے کہ ہر میدان میں اختلافی معاملات کا تعلق صرف اور

صرف ماہرین سے ہوتا ہے اور اسے رحمت بھی قرار دیا گیا ہے، کیونکہ ماہرین کا آپس میں اختلاف جو حقیقت میں نئے نئے امور کی طرف متعدی ہوتا ہے وہ خیر اور اتحاد پر ہی مبنی ہوتا ہے ان چیزوں میں عوام کو نہ الجھایا جائے کیونکہ یہ چیزیں عوام کے معیار سے مناسبت نہیں رکھتیں۔ بلکہ عوام کی تعلیم میں عمومی طرزِ عمل کو اپنایا جائے کیونکہ یہ زیادہ مفید ہے۔ علماء کرام اور ائمہ کرام کی ہر کوشش اسلام کی سربلندی اور بطور نمونہ کے ہونی چاہیے تاکہ کسی کو اسلام یا اسلامی تعلیمات میں کوئی عیب نکالنے کا موقع میسر نہ ہو۔

مصنفین اور دانشوروں کا کردار

امت کو دشمنِ اسلام کے فرقہ واریت پر مبنی خیالات سے باخبر کرنا، وجوہات سی نشاندہی کرنا اور ان سے بچنے کے طریقوں سے آگاہ کرنا مصنفین، دانشور لوگ اور صاحبِ قلم لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ان حضرات کو اپنی ڈیوٹی سمجھ کر اپنی کاموں میں فرقہ واریت پر مبنی امور کے ذکر سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

عوام کا کردار

امت میں اتحاد پیدا کرنے کے لئے عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہر انتشار اور انتشار پسند عناصر کی حوصلہ شکنی کریں۔ یہ نہیں کہ یہ میرے مسلک یا میرے ملک کا ہے غلط بھی ہو یا انتشار پسند ہو اس کے ساتھ چلنا۔ یہ صورت حال نہیں ہونی چاہیے۔ عوام اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے انتشار پسندوں کی حوصلہ شکنی کریں اور واضح کریں کہ ہم ان کے ساتھ چلیں گے جو اتحاد امت کی بات کرتے ہیں اس میں حکمران، علما، سیاستدان عوام سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا اسکے بغیر اتحاد امت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

حاصل بحث

آج مسلم معاشروں کو جو مسائل درپیش ہیں ان میں فرقہ واریت کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ اس کے باوصف کہ قرآن وسنت کی رو سے مسلمانوں کا آپس میں اتحاد قائم کرنا اور تفرقے سے بچنا ضروری امر ہے، مسلمان مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اس تشتت وانتشار کے بے شمار مادی وروحانی نقصانات ہیں۔ ان نقصانات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ اسلام اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے انتشار و تفرقے سے احتراز کریں اور باہمی اتحاد واتفاق کو یقینی بنائیں۔ اوپر کی بحث سے واضح ہے کہ معاصر اہلِ اسلام اگر کتاب وسنت کی تعلیمات کو اپنالیں اور اپنے تفرقہ پسند رویوں کی اصلاح کر لیں تو اتحادِ امت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔